شازیہ رانا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میں تُم اور عید

شازیہ رانا

کتنے دن بعد آج بارش ہوئی تھی وہ اپنے کمرے میں کام کرنے میں منہمک تھی کہ بارش کی ٹپ ٹپ نے اس کا دھیان کھینچ لیا اور بارش کو برستا دیکھ کے دل عجیب سا اداس ہو گیا۔۔۔وہ ایسی ہی تھی بارش دیکھ کے اداس ہو جانے والی۔

حالانکہ بارش اس کے اتنی نزدیک ہو رہی تھی کہ اگر وہ چاہتی تو کھڑکی کھول کے پھوہار کو خود پہ محسوس کر سکتی تھی پر اس نے ایسا نہیں کیا اسے یوں اداس رہنا ہی اچھا لگتا تھا پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ٹھنڈک اپنے اندر تک محسوس کر رہی تھی وہ بس آنکھیں موندے مسکرا رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہیں ماہ قنعان؟"

فون کی بیل بجی اور اس نے چونک کے آنکھیں کھولیں تو دوسری طرف واصل تھا۔

"کیا کرنا چاہیئے؟؟"

قنعان نے الٹا سوال کر دیا۔

"بارش ہو رہی ہے تو اس حوالے سے پوچھا محترمہ"

اس نے چبا چبا کے کہا۔

"تو میں بھی سیریس ہو کے پوچھ رہی ہوں کہ کیا کرنا چاہئیے"

وہ اکتائی اکتائی سی گویا ہوئی۔

"تمہاری عمر کی لڑکیاں اس موسم میں رنگ برنگے پکوان بناتی ہیں، جھولے ڈالتی ہیں، بارش میں بھیگتی ہیں"

اسے اپنے سوال کی وضاحت کرنا پڑی۔

"میرے جیسا بیک گرائونڈر رکھنے والی لڑکیوں کو ایسے چونچلے سوٹ نہیں کرتے واصل صاحب"

ماہ قنعان نجانے کیوں ایک دم بھڑک گئی۔

"تمہارے پاپا نے دوسری شادی کرلی ہے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں، تمہاری ماما اس دنیا میں نہیں ہیں یہ بھی کوئی دنیا سے انوکھا نہیں ہوا تمہارے ساتھ، تمہاری سٹیپ مدر تمہیں لفٹاتی نہیں یہ بھی کوئی قابل ذکر بات نہیں ہمارے ارد گرد تمہیں ہزاروں لڑکیاں تمہیں اسی بیک گرائونڈ کی ملیں گی لیکن ان میں سے کوئی بھی تمہاری طرح ابنارمل بیہیو نہیں کرتی"

اس کی بات پہ اچانک واصل کو تائو آ گیا اور اس نے نہایت سفاکی سے اس کی آنکھیں کھولیں۔

"پر کسی کی شکل بھی میرے جیسی ہو تو سونے پہ سہاگہ، کہاں ملتی ہیں ایک ساتھ اتنی خوبیاں؟ نام کے سوا کچھ بھی اچھا نہیں میرے پاس"

اس نے استہزائیہ قہقہہ مارا۔

"تم آخر کیوں خود ترسی اور احساس محرومی کے مرض میں مبتلا ہو یہ سب چیزیں ثانوی ہیں اصل خوبصورتی تو انسان کے اندر ہوتی ہے، تمہارے ہاتھ پیر سلامت ہیں تو کسی کی ہیلپ کرو اور جب تم کسی کے کام آئو گی تو آئی سوئیر کوئی تمہاری شکل پہ کبھی غور بھی نہیں کرے گا"

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲)

اس کی بات سن کے وہ کتنی ہی دیر خاموش رہی۔

"عید کی شاپنگ کر لی؟؟"

اس کی خاموشی بھانپ کر اس نے اپنا سوال بدل لیا۔

"کیا کرنی ہے، سب کچھ تو ہے میرے پاس لیکن پھر بھی پاپا نے شاپنگ کے لئے دس ہزار دے دیئے ہیں"

ماہ قنعان نے عام سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر جو بات میں نے کہی ہے اس پہ ابھی سے عمل کرو"

واصل کی بات پہ وہ کچھ الجھ سی گئی۔

کونسی بات؟"

"اتنے پیسوں کا کیا کرو گی اگر کوئی گھریلو ملازم ہے تو اسے کپڑے لے دو"

اس نے اپنی طرف سے ایک تجویز پیش کی۔

"ٹھیک"

قنعان نے اختصار سے جواب دے کے فون بند کر دیا اور اس بات کی ہوا تک لگنے نہیں دی کہ وہ راشدہ باجی جو کہ اس کی کل وقتی ملازمہ تھی اس کو، مالی اور ڈرائیور کو کپڑے لے کے دے چکی تھی پر پھر بھی ٹھیک ٹھاک پیسے بچ گئے تھے جو اس وقت ڈریسنگ کی دراز میں پڑے خرچ ہونے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

"مجھے اللہ نے اتنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا میں تو کسی بہت بڑے کام کے لئے بھیجی گئی ہوں لیکن کیا؟"

وہ ساکت بیٹھی سوچے جا رہی تھی۔

اس میں کچھ شک نہیں تھا کہ اسے اس نہج پہ سوچنے کی ترغیب واصل نے دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کی بیٹی جتنی حسین ہے تو مجھے نہیں لگتا کوئی شہزادہ آئے گا اسے بیاہنے"

سلمیٰ بیگم خاصی نخوت سے کہہ کے ناخن فائل کرنے لگیں۔

"اب ایسی بھی بات نہیں وہ اچھی خاصی تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ بہت سگھڑ بھی ہے"

حیدر علی جو کہ ماہ قنعان کے والد تھے اور اس سے بے تحاشہ محبت بھی کرتے تھے کو اپنی بیوی کی بات خاصی بری لگی تھی۔

"حیدر صاحب ان چیزوں کے علاوہ شکل وصورت بھی دیکھی جاتی ہے"

انہوں نے ایک بار پھر انہیں آئینہ دکھانا چاہا۔

(۳)

"میں اپنی بیٹی کو پیسوں سے تول دوں گا"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گئے گویا بات ختم ہوئی تو سلمٰی بیگم نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے کانوں میں پہنے ہوئے آویزوں کا کوئی چوتھا سیٹ پہن کے خود کو آئینے میں دیکھ کے سوچا کہ اگر یہ کسی حسین چہرے کی زینت ہوتے تو ان کی خوبصورتی میں یقیناً کئی گنا اضافہ ہو جاتا۔

یہی حال لپ اسٹک کا تھا کہ وہ جو بھی لگاتی ہونٹوں پہ لگنے کے بعد وہ عجیب سی لگنے لگتی کہ اس نے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کے وہ صاف کر دی کہ لپ اسٹک لگنے سے اس کی سانولی رنگت گہری سانولی اور مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔

تھک ہار کے وہ اپنے میگی نوڈلز جیسے بالوں کی طرف بڑھی لیکن دو تین ہیئر سٹائلز بنانے کے بعد ہی اسے ان کی اوقات کا پتہ چل گیا تو اس نے ہمیشہ کی طرح کس کے اونچی سی پونی ٹیل بنالی۔

اس نے اپنا عکس شیشے میں دیکھ کے کرب سے آنکھیں موند لیں اور ایک بے قرار سا آنسو گال پہ لڑھک گیا۔

اس پانی کے قطرے میں درد کی ایک تحریر رقم تھی جس میں ایک شکوہ چھپا ہوا تھا جو وہ سوائے اپنے رب سے کسی سے نا کر سکتی تھی اور کرتی بھی نہیں تھی لیکن نا چاہتے ہوئے بھی دل کے پھپھولے پھوٹ جاتے تھے۔

کیا تھا جہاں اس نے اسے دنیاوی دولت سے مالا مال کیا تھا وہاں تھوڑی سی خوبصورتی بھی عطا کر دیتا۔

کیا وہ احساس کمتری، احساس محرومی یا خود اذیتی کے احساس تلے دب رہی تھی؟؟ اسے پھر واصل کی باتیں یاد آ رہی تھیں اور بے طرح یاد آ رہی تھیں کہ اسے خود سے شرمندگی ہونے لگی تھی اور اپنی سوچوں پہ ملال دھیرے دھیرے غائب ہوتا جا رہا تھا۔

بالکل ایسے جیسے سیاہی کا ایک قطرہ شفاف پانی کو گدلا کر دے پر دھیرے دھیرے وہ قطرہ پانی کے ساتھ مدغم ہو کے زائل ہو جاتا ہے۔

اور پھر پانی بے ریا شفاف دکھنے لگتا ہے اور ماہ قنعان کا دل بھی بالکل ویسا تھا۔

آخر وہ اپنے ہلکے آسمانی سوٹ کا دوپٹہ ڈریسنگ سے درست کرتے ہوئے اٹھ گئی اور سائیڈ ٹیبل سے ثانیہ کی سالگرہ کا تحفہ اور گاڑی کی چابیاں اٹھا کے باہر نکل گئی۔

رستے میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسے اچانک واصل کی کہی بات یاد آئی تھی کہ جو لوگ اندر سے حسین ہوں انہیں سجنے سنورنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ اس کی بات پہ ابھی جی ہی جی میں محضوض ہو رہی تھی کہ ایک روہانسی سی عورت سڑک کے کنارے دکھائی دی جس کی گود میں زخمی بچہ تھا اور اس کے سر میں سے خون نکل رہا تھا۔

ماہ قنعان نے جلدی سے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔

"میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

(۴)

اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے بے تابی سے پوچھا۔

"میں اسے سکول لینے گئی تھی اور اس نے بھاگ کے سڑک پار کی اور گاڑی سے ٹکر ہو گئی"

وہ عورت بچے کی طرف اشارہ کر کے رونے لگی۔

"آپ دیر نا کریں، اسے ابھی ہوسپٹل لے چلتے ہیں"

اس نے عورت کے ساتھ مل کے بچے کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ ڈالا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ابھی آدھا رستہ گزرا تھا کہ اسے اپنے سر کی پشت پہ ٹھنڈی نال محسوس ہوئی تو اس نے جلدی سے بیک ویو مرر سے دیکھا کہ وہی عورت نہایت سفاکی سے گھورتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی،

"جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے حوالے کر دو"

اس عورت نے بندوق سے اسے ٹھوکا دیا۔

"اچھا"

ماہ قنعان نے خشک ہوتے ہلک کے ساتھ اس کے سامنے بیگ الٹ دیا۔

"یہ لاکٹ بھی دو"

وہ اونچی آواز میں بولی تو وہ **ٹھٹھکی** کہ یہ ننھا سا لوکٹ تو اس کی ماما کی نشانی ہے۔

"کہاں کھو گئی؟؟"

جب اس نے کوئی تحریک نا کی تو اس نے اسے دوبارہ ٹھوکا دیا تو اس نے نم آنکھوں سے لاکٹ اتار کے اس عورت کی ہتھیلی پہ رکھ دیا۔

"یہ بچہ؟"

وہ عورت اترنے لگی تو وہ جھٹ سے بولی۔

"مجھے کیا پتہ کس کا ہے مجھے تو سڑک کے کنارے زخمی ملا تھا"

وہ عورت سفاکی سے کہہ کے چلدی اور وہ مخمصے میں پڑ گئی کہ اب کیا کرے۔

اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ میں دھرا اپنا موبائل نکال لیا جو بیگ میں نا ہونے کی وجہ سے بچ گیا تھا۔

"پاپا مجھے کچھ پیسے اے۔ٹی۔ایم کر دیں مجھے فوری ضرورت پڑ گئی ہے"

اس نے جلدی سے پاپا کو فون ملایا کیونکہ اس کے پاس ایک دھیلا بھی نہیں تھا۔

"خیریت؟"

وہ قنعان کی آواز سن کے پریشان ہو گئے تھے۔

(۵)

"جی خیریت ہی ہے"

وہ انہیں کچھ بھی بتا کے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں ابھی کرتا ہوں"

انہوں نے کہہ کے فون بند کر دیا۔

اب اس کا رخ قریبی ہوسپٹل کی طرف تھا۔

"آپ بے فکر رہیں، ایمرجنسی میں ٹریٹمنٹ کے بعد حالت سنبھل جائے گی"

ڈاکٹر بچے کو لے کر اسے تسلی دے کر ایمرجنسی میں چلا گیا اور وہ وہیں کرسی پہ ڈھے گئی۔

"میرے خیال میں مجھے ثانیہ کو فون کر کے ایکسکیوز کر لینا چاہیئے"

وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے سوچ رہی تھی اور ساتھ ہی اس نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی پر ابھی تک اندر سے بچے کی کوئی خبر نا آئی تھی اس کا مطلب مزید ابھی نجانے اور کتنی دیر لگنا تھی۔

اس نے لمبا سا سانس اندر کھینچا اور ثانیہ کو فون ملایا اور اس سے معذرت کرنے کے بعد دوبارہ صوفے سے ٹیک لگا لی نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئی۔

"یہ لے کے چلو میں دوسرا لے کے آتا ہوں"

اس کی آنکھ ایک بے ہنگم سے شور پہ کھلی اور دیکھا کہ ایک بھیگا لڑکا جس نے پینٹ کو ٹخنوں تک موڑ رکھا تھا اور ماتھے پہ آئے گیلے بالوں کو پیچھے کر رہا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-
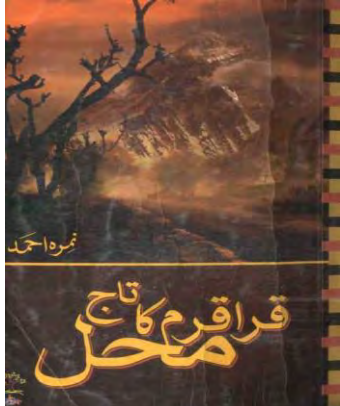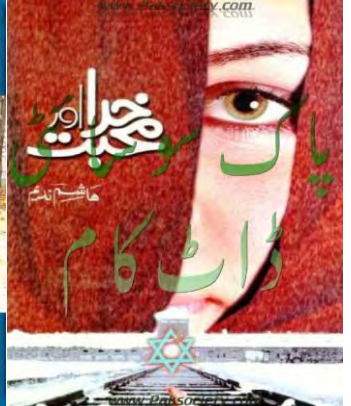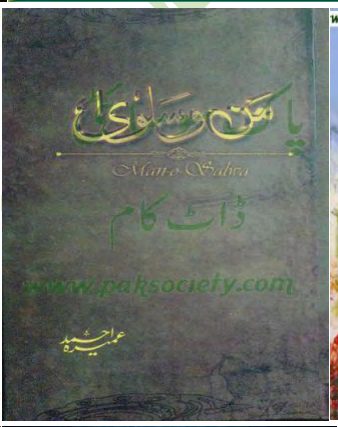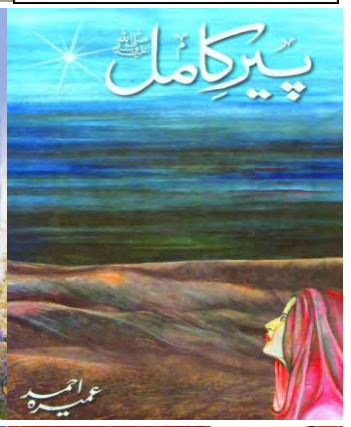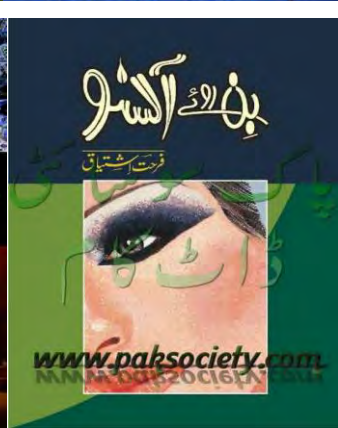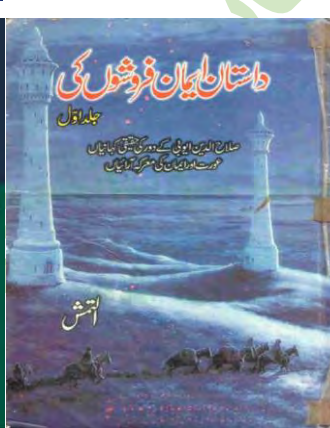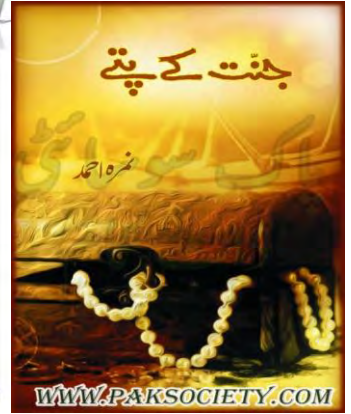
"کیا ہوا ہے؟"

اس لڑکے کے جانے کے بعد اس نے ایک وارڈ بوائے سے پوچھا۔

"بارش کی وجہ سے ٹھیک سے نہ دکھنے پہ ان صاحب کی گاڑی کے ساتھ ایک موٹر سائیکل کی ٹکر ہو گئی تھی اور موٹر سائیکل سوار دونوں میاں بیوی شدید زخمی ہو گئے"

وہ یہ بتا کر چلا گیا۔

وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی کہ برسات کی یہ بارش واقعی کھل کے برس رہی تھی کہ پاس کھڑا بندہ بھی بمشکل نظر آرہا تھا۔

"آپ باہر بیٹھ کے انتظار کریں"

یہ کہہ کر ڈاکٹر دونوں سٹریچر لے کر آپریشن تھیٹر چلے گئے اور وہ لڑکا تھکا تھکا سا ماہ قنعان کی دوسری سائیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"ماہ قنعان آپ کو ڈاکٹر بلا رہے ہیں"

(۲)

نرس نے پاس آ کے جب اس کا نام پکارا تو وہ چونک کے اسے دیکھنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج کے طلوع ہوتے ہی کل رات کی بارش سے ٹہنیوں پہ جھولنے والے قطرے سورج کی روشنی میں ڈھیر سارے بیش بہا موتی لگ رہے تھے۔

کبھی کبھی یوں لگتا جیسے چھوٹے چھوٹے پرزن ہوں جو ایک رنگ کی روشنی پڑنے پہ بہت سے رنگ منعکس کریں اور کبھی وہ لچکدار ٹہنیاں ونڈ شائن لگتیں کہ وہ تصور میں ان کی دھیمی دھیمی چھن چھن سن رہی تھی۔

"ہوسپٹل آئی ہوں"

ماہ قنعان نے واصل کے سوال کا جواب دیا۔

"ہاں خیریت ہے، رستے میں۔۔۔۔۔"

اب وہ اس سے وجہ پوچھ رہا تھا اور اس نے بھی الف سے ے تک ساری داستان سنائی تھی۔

"اچھا"

آخر میں اس نے کہہ کے فون بند کر دیا۔

کچھ دیر بعد وہ لڑکا پھر سے اس کے پاس آ کے بیٹھ گیا تو اس نے غور کیا کہ وہ تو اچھا خاصا ہینڈ سم اور ڈیشنگ بندہ تھا دراز قد اور خوبصورت نقوش کا مالک جیسے ہولی وڈ کی کسی فلم کا ہیرو۔

شاید کل کے مقابلے میں آج حالت کافی سدھری ہوئی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اپنا دھیان اس سے نا ہٹا سکی کہ نرس کے آنے پہ وہ چونکی اور نظروں کا زاویہ بدل لیا پر وہ تھوڑی حیران ضرور تھی کہ کیا کوئی مرد اتنا بھی خوبصورت ہو سکتا ہے۔

"o+ خون کا بندوبست کر دیں؟ بچے کی حالت بے شک خطرے سے باہر ہے پر اسے مزید خون کی ضرورت ہے"

ڈاکٹر نے اسے بتا کے نئی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

"میرا o+ ہے"

اسے اپنے عقب سے آواز آئی۔

"بہت شکریہ لیکن میں۔۔۔"

اس کا جملہ ابھی منہ میں تھا کہ اس لڑکے نے بیڈ کی طرف اشارہ کر کے ڈاکٹر سے پوچھا،

"یہیں لیٹ جاؤں"

اس نے اس کی بات جیسے سنی ہی نا تھی۔

(۷)

"آپ ان کے کیا لگتے ہیں"

ڈاکٹر نے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے پوچھا۔

"کف تھوڑا نیچے کر کے باندھیں ایسے خون جلدی نکل آتا ہے"

اس نے بلند آواز سے کہا جیسے بتانا نا چاہتا ہو تو وہ بھی خاموش ہو گئی جیسے اس کی بات بھانپ گئی ہو تو ڈاکٹر نے بھی نا دوہرایا۔

"اپنے پیشنٹس کے لئے یہ دوائیاں لے آئیں"

وہ ابھی خون دے کے بیڈ سے اترا تو نرس پرچی لے کے اس کے پاس آ کے بولی۔

"آپ چلیں میں ابھی لے کے آیا"

وہ عجلت میں کہہ کے جیب سے والٹ نکالنے لگا لیکن ایک کے بعد ایک جیب کھنگالنے پہ بھی نا ملا تو اضطراری حالت میں ہونٹ زور سے بھینچ لئے۔

"کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں؟؟"

"نہیں شکریہ"

وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کے باہر نکل گیا۔

"رکیں"

وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان اس کے پیچھے بھاگی تھی اور گیٹ تک جاتے اسے روک لیا تھا۔

"باہر تو پھر سے شدید بارش شروع ہو گئی"

وہ آسمان کو دیکھ کے تفکر سے بولی تو اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ کو جتنے پیسے چاہیئں مجھ سے لے لیں"

اس نے جھجکتے ہوئے چند روپے اس کی طرف بڑھائے۔

"یہ ادھار ہیں واپس لے لوں گی"

اس نے جب دیکھا کہ وہ پیسے لینے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھا رہا تو جھٹ سے بولی تو اس نے بھی خاموشی سے لے لئے، ماہ قنعان نے شکر کیا کہ وہ اسے کچھ دیر پہلے کئے گئے احسان کا شاخسانہ نہیں سمجھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو اندر اور باہر سے کتنا مکمل اور خوبصورت بنایا ہوتا ہے نا"

قنعان یاسیت سے واصل کو بتا رہی تھی۔

(۸)

"ہاں ہوتا ہے ایسا بھی لیکن تمہارے لہجے میں یہ کیسی افسردگی ہے"

اسے وہ کچھ اداس سی لگی تھی۔

"کیا تھا جو اللہ مجھے بھی تھوڑی اچھی شکل دے دیتا"

وہ دکھ سے چور لہجے میں بولی۔

تمہاری خوبصورتی لوگوں کو کتنی دیر اٹریکٹ کرے گی؟ چند سال یا اس سے تھوڑا زیادہ؟؟ لیکن تمہارا کسی کے ساتھ بھلا کیا ہوا" تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہیں زندہ رکھے گا اس لئے آئندہ میرے ساتھ اس موضوع پہ بات نہ کرنا اسے لگا تھا وہ ہمیشہ کی طرح اسے اپنی باتوں سے تسلی دے چکا ہے اور واقعی وہ مطمئین بھی ہو گئی تھی۔

"ایک بات کہوں؟"

وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

"ہاں بولو"

"جب پہلی بار تمہاری غلطی سے کال ملی تو میں نے کہا خیر ہے پر جب دوسری بار اپنی کزن سمجھ کے تم نے مجھے لمبا چوڑا لیکچر دیا تو میں اندر ہی اندر بہت متاثر ہوئی تھی تم سے کچھ دن بعد جھجکتے ہوئے تمہیں خود فون کیا تھا کوئی مشورہ لینے کو پر اب سوچتی ہوں تم نجانے مجھے کیسی لڑکی سمجھے ہو گے"

آخر میں اس نے اپنی فکر ظاہر کی۔

"کچھ نہیں سمجھا تھا بس یہ لگا تھا کہ محترمہ عقل سے پیدل ہیں، اب آرام سے سو جائو"

ایک قہقہے کے ساتھ اسنے فون بند کر دیا تو وہ بھی دھیما سا مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"جب یہ دونوں میاں بیوی آپ کی گاڑی سے ٹکرائے تو آپ کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا تھا نا تو آپ وہاں سے بھاگ کیوں نہیں گئے؟؟"

ماہ قنعان نے اس لڑکے کو بچے کا حال پوچھتے دیکھا تو کہا۔

"اوہو یہ بات تو میرے ذہن میں آئی ہی نہیں۔۔۔۔ویری فنی، انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے محترمہ! ویسے اگر میں یہ سوال آپ سے کروں کہ جب اس عورت نے آپ کو لوٹا تھا اور اس بچے کو زخمی چھوڑ کر بھاگ گئی تھی تو آپ بھی اسے وہیں پھینک آتیں آپ کو "بھی تو کسی نے نہیں دیکھا تھا پھر آپ کیوں اسے ادھر لے آئیں؟؟"

وہ بچے کی طرف اشارہ کر کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا تو وہ لاجواب سی ہو گئی پر ایک بات پہ حیرت بھی تھی کہ اسے اتنی تفصیل بتائی کس نے؟

(۹)

"مجھے امّی کے پاس جانا ہے"

بچہ اب کافی بہتر تھا پر اب اس نے گھر جانے کی رٹ لگا دی تھی۔

"کیا آپ کو امی ابو میں سے کسی کا نمبر یاد ہے؟؟"

ماہ قنعان نے مضطرب ہو کے بچے سے پوچھا۔

"میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھول سکتا"

کچھ دیر بعد بچے کا باپ اس کے بلانے پہ فوراً آ گیا اور ان کو تفصیل بتانے کے بعد کہ بچے کو کہاں کہاں ڈھونڈا ہے آنکھیں صاف کرتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگا۔

"جا رہی ہیں آپ؟؟"

اس بچے کے جانے کے بعد وہ بھی جانے کو پر تولنے لگی تو اس نے پوچھا۔

"بظاہر تو میرا یہاں کوئی کام نہیں، پاپا آنے والے ہیں اور پھر ہم ماموں کے ہاں جائینگے ہم ہر عید پہ ان کے ہاں جاتے ہیں"

وہ بنا پوچھے ہی ساری تفصیل بچوں کی طرح بتانے لگی۔

"مجھ سے شادی کرینگی ماہ قنعان؟"

وہ اس کی تفصیل نظر انداز کئے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نے پوچھا مجھ سے شادی کرینگی؟؟"

وہ اس کے سوال پہ اتنی بوکھلا گئی کہ کتنی دیر کچھ بولی ہی نہیں تو اسے اپنا سوال دوہرانا پڑا۔

"کتنی بار اور پوچھنا پڑے گا لڑکی کہ مجھ سے شادی کرو گی؟؟"

وہ اس کو نظر انداز کر کے واصل کو فون ملانے لگی تو وہ اس کے کچھ کہنے سے پیشتر ہی بول پڑا تو اس نے چونک کے پیچھے مڑ کے دیکھا جہاں واصل جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔